© rasailojaraid.com

قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

دانش وری اور ٹٹ کاری

یہ دور یقین محکم رکھنے والوں کا عہد نہیں بلکہ فکری آوارگی کے ہیولوں کا عہدِ خراب ہے۔ علمِ دین سے نا آشنا، وحشی اور خود سر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی "روشن خیالی"۔۔۔ ان کی کھوپڑیوں سے چھلکتی ہوئی روشنائی ہی دین ہے۔ اور اعلیٰ درجے کے "داں شور" (دانشور) اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ان کے نامہ ہائے سیاہ، خامہ ہائے سیاہ اور جامہ ہائے سیاہ میں جو بھی اور جیسی بھی تیرگی پوشیدہ و پنہاں ہے یا پیدا و ہویدا ہے، وہی حسن ہے، حسنِ عمل ہے، حسن نظر ہے اور "دین" ہے۔

دو چار روز پہلے مقدمہ پنجاب کے مقدمہ باز محمد حنیف رامے صاحب نے پی ٹی وی کی ایک تقریب میں اپنے "ایامِ نصرت" کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا....... "المصور، اللہ کا نام ہے مگر علماء فنونِ لطیفہ اور ثقافت پاروں کو عریانی کہتے ہیں۔ موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا، علما اسے حرام قرار دیتے ہیں۔" اسے کہتے ہیں "عذرِ گناہ بدتر از گناہ"۔ یعنی دلیل واستدلال کی بجائے آدمی دلالی پر اتر آئے اور وہ بھی کوئلوں کی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ منہ کالا تے نیلے پیر۔ محمد حنیف چودھری عرف رامے صاحب! المصور! اللہ کا نام ہے تو الجبار بھی اللہ کا نام ہے۔ اور "جبر" اس کی اصل ہے۔ اب آپ ایسے کنفیوزڈ اور معلق دانشور، مل مالک کے "جبر" کو برا کہتے ہیں حالانکہ وہ جبر، مل مزدوروں کی فلاح کے لئے ہوتا ہے۔ آپ ایسے "ہرے سرخے" کہتے ہیں کہ ہم کھیت مزدور پر جاگیر دار کے جبر کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے، وہ کیوں؟ یہ جبر تو جاگیر دار کے فنِ جاگیر داری کا مظہر ہے۔ فن پارہ ہے۔ ثقافت ریزہ ہے۔ ان فنی لطافتوں میں آپ کی نام نہاد انقلابی کثافتیں کیوں در آتی ہیں؟۔ پھر القہار بھی تو اللہ کا ہی نام ہے۔ سوویت یونین پر قہر الہیٰ ٹوٹا، برسا اور اسے سائبیریا بنا گیا تو آپ کے گھر میں صف ماتم کیوں بچھ گئی تھی؟ یہ بھی تو فطرت کی لطافت کا مظہر ہے۔ افغانستان میں حملہ آور ثقافت کا جنازہ نکل گیا تو یہ بجائے خود قہاری ثقافت ہے۔ اس پر آپ لوگ کیوں منہ بسورتے رہے؟ آپ کے فنِ موسیقی والے تو کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی آواز موسیقیت سے خالی نہیں۔ لہٰذا یہ ذرا جنگی، جدالی اور جدلیاتی موسیقی آپ بھی سنیئے اور سر دھنیئے، بقول آپ کے یہ نبیوں کا شیوہ ہے تو آپ بھی اس ساز و آواز کو (جسے آپ لوگ کلاشنکوف کلچر کہتے ہیں) اپنا شیوہ نہیں تو موسمی میوہ سمجھ کر ہی قبول و منظور کریں۔ اسے ظلم اور جبر مسلسل نہ کہیں۔ رامے صاحب! جس قسم کی دلیلیں آپ کے علم و حکمت کے موتی ہیں، ایسے موتی بکھیرنا اور رولنا کچھ مشکل نہیں۔ ہاں پی ٹی وی سینٹر میں بیٹھ کر یا (اردو محاورہ کے مطابق) ٹٹی کی اوٹ میں بیٹھ کر اور رعنا شیخ کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر آپ "ٹِٹ کاری" کا جو بھی مظاہرہ کریں، اسے دانشوری مان لینا بہر حال مشکل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رائے صاحب کے بھاشن کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ انہیں کے قبیل کے رجلِ کثیف مسٹر احمد فراز نے دانشوری بگھاری۔ لکھنؤ کے کسی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ..... "مذہب آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس کا اتنا جغرافیہ ہے کہ کسی نے ڈاڑھی رکھ لی، کسی نے چوٹی اور کسی نے بال"۔ بال تو فراز نے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ پتا نہیں کیوں؟ یہ شاید اس تاریکی کی علامت ہیں جو فراز کے ذہنی جغرافیہ اور تاریخی ماضی کو محیط ہے۔ یا، فراز جانتے ہیں کہ بال کترنے سے مردہ ہلکا نہیں ہوتا۔ فراز بال دار نے مزید کہا کہ...... "مجھ جیسے آدمی کے بچے کو قرآن پڑھانے کا یہ فائدہ ہوگا کہ اسے ایک نئی زبان سیکھنے کو مل جائے گی۔ لیکن پڑھنے والا جاہل ہوا تو وہ ملا کے اثر میں آجائے گا"۔ اس جملے میں دانشورانہ بلاغت کی زیادتی کی وجہ سے ایک تو یہ واضح نہیں ہو رہا کہ "مجھ جیسے آدمی کے بچے" سے مراد موصوف کی اپنی ذات ہے یا اپنی اولاد؟ اگر اولاد مراد ہے تو مسئلہ بہت صاف اور سیدھا ہے کہ اس قسم کا بچہ اگر قرآن پڑھنے کے لئے ملا کے پاس جائے گا تو وہ یقیناً جاہل ہوگا چونکہ وہ ابن الجہالت ہوگا۔ وہی جہالت جس کے نشے سے سرشار ہو کر احمد فراز کہتے ہیں کہ..... "ہمارے ۸۰ فیصد لوگ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ ملا کے پاس چلے جاتے ہیں۔ وہ انہیں کہتا ہے کہ یہ مسجد ہے۔ یہ ڈاڑھی ہے ۔ یہ لوٹا ہے۔ یہ نماز کی جگہ ہے۔ وہ کافر ہے"۔ گویا ہمارے ۲۰ فیصد لوگ تو پڑھے لکھے ہیں، جیسے احمد فراز! جو ان کے پاس چلا جائے یہ اس سے کیا کہتے ہیں؟ شعر و غزل، مصوری، رقص و سرود و ساز۔ یعنی..... زندگی کا ہے کو ہے، کام ہے میراثی کا! شاعری کے "مسٹر پاکستان" احمد فراز کہتے ہیں کہ..... "خود کو موہن جودڑو سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ خود کو ماں باپ، آباء واجداد سے جدا نہیں کر سکتا۔ ان کا بھی تو کوئی مذہب ہوگا۔ مذہب تو بہت ہی غیر مستقل چیز ہے"۔ صد شکر کہ زندگی کے خرابوں میں خراب ہو ہو کر، سلجھنے کے لئے بالآخر آپ نے لکھنؤ جا کر پھریری لی اور موہن جودڑو کے قریب ہوگئے۔ اپنے آباء واجداد کو پالیا۔ خود کو موہن جودڑو سے جوڑنے والا اور اس "جوڑ" کو محسوس کرنے والا بھی، مذہب کو غیر مستقل کہتا ہے۔ کیا تضاد ہے؟ کیا رجعت پسندانہ ترقی پسندی ہے؟ اور اس پر مستزاد یہ فرمانا کہ ..... "مستقل تو زندگی کی قدریں اور تہذیبیں ہیں"۔ کونسی قدریں؟ کونسی تہذیبیں؟ موہن جودڑو سے لے کر آج تک کی قدریں اور تہذیبیں یا بندر پنے سے لے کر موہن جودڑو تک کی تہذیبیں اور قدریں؟ یا اس سے پہلے کی قدریں اور تہذیبیں؟..... "راگ دانشوری" کے یہ انترے اور استھائیاں احمد فراز جانیں، یا رائے صاحب جانیں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ

لوگ آئینوں میں تکنے لگے چہرے اپنے
علم کے پیڑ سے تہذیب کا بندر اترا

© rasailojaraid.com